OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July–September -2023
Vol: 8, Issue: 31
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

عمدۃ البیان کا منتخب تراجم سے تقابل: تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of Umda tul Biān in comparison with the selected translation of the holy Qurān.

Muhammad Nasir Mahmood
Assistant Professor, The University of Punjab, Hailey College, Lahore: qarimnasir@gmail.com

Ahmad Raza
Assistant Professor, Institute for Art and Culture, Lahore: ahmadrazacti@gmail.com

Abstract
The Qur'ān is the basic source of Islamic sciences. It was revealed to the Prophet Muhammad (SAW) within the period of about twenty-three years. Companions used to ask the holy Prophet about difficulties in understanding the meaning of the Quranic verses or words. After his life, the companions of the Prophet continued their efforts to understand the Qurān and to preach it to the entire world. For this purpose, millions of people continued to write the explanations and interpretations of the Qur'ān and the practice is being carried on. This article presents briefly the literature on the translations of the Qur'ān made by Mufti Dr. Ghulam Sarwar Qādri and his counterparts. Thus, the study tried to provide an insight into understanding the worth of the Qur'anic translations. The study focuses on the four translations: Umdatul Bayān, Zubdatul Bayān, Balghul Qur'ān and Maāni al Qur'ān. The study deals with the symbolic, stylistic, linguistic, and theoretical aspects of the translations under discussion. It also throws light on the expertise of the translators in the sciences of "Ilmul Maāni" "Ilmul Bayān" and " Ilm ul Badi’ ".

Keywords: Education, Seerah, Civilization, Moderation

ترجمہِ عمدۃالبیان کا دیگر عصری تراجم یعنی زبدۃالبیان، معانی القرآن الکریم اور بلاغ القرآن کے ساتھ علمی لحاظ سے تقابل پیش کیا گیا ہے کہ کس کس ترجمہ میں علمی لحاظ سے کیا کیا خوبی پائی جارہی ہے، اور صاحبِ عمدۃالبیان کے ترجمہِ قرآن میں کون سے علمی پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے اور دیگر میں کن علمی پہلوؤں کو نظرانداز کیا گیا ہے وغیرہ۔ تو ذیل میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کے تراجم کو علمی زاویہ سے دیکھا اور پرکھا جائے گا۔آخر میں تحقیق نگار کی طرف سے اُس پر نتیجہ اور خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: " إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ "[1] اِس کے تراجم کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے: کہ

صاحبِ زبدۃالبیان نے یوں ترجمہ کیا:

"بے شک اللہ خوب جاننے والا، بڑا باخبر ہے"[2]۔

صاحبِ معانی القرآن نے یوں ترجمہ کیا:

"بے شک اللہ خوب جاننے والا، خوب خبردار ہے"[3]۔

صاحبِ بلاغ القرآن نے یوں ترجمہ کیا:

"یقیناًاللہ خوب جاننے والا، بڑا باخبر ہے[4]، جبکہ

صاحبِ عمدۃالبیان نے یوں ترجمہ کیا: "بے شک اللہ بڑے علم والا ہے (وہ اپنے نبی ﷺ کو پھر اُن کے وسیلے سے جسے چاہے اُسے اِن باتوں کی) خبر دینے والا ہے"[5]

---

[1]۔ لقمان 34:31

Al Qur'ān,31,34

[2]۔ فضل الرحمٰن، سید، زبدۃالبیان، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، ناظم آباد کراچی (1434ھ/2013ء) ص، 459

Fazal ul Rahmān sayed Zubda Tul Bayān, Zowār Academy Publications, Nazimabād Karachi (1434 AH/2013). P,459

[3]۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، دارالاسلام، لاہور (1437ھ/2016ء) ص 498

Ḥafiz Salah ul Deen yousuf, Maāny ul Qurān, Dārul Islam, Lahore (1437 AH/2016) P,498

.[4]۔ نجفی، محسن علی، بلاغ القرآن، ادارہ منہاج الحسین، رجسٹرڈ، لاہور (2016ء) ص، 558

Najfy, Moḥsin Ali, Blāgh ul Qurān, Minhāj ul Hussain, Registered, Lahore (2016) P,558

[5]۔ قادری، غلام سرور، مفتی، عمدۃالبیان، ضیاءالقرآن پبلیکیشنز، لاہور، (1428ھ/2007ء) ص، 678

Qādri,Ghlām Sarwar,Mufti, Umdatul Bayān, Zia-ul-Qurān Publications, Lahore, (1428 AH/2007 AD) P,678

ایسے ہی تفسیراتِ احمدیہ میں ہے: کہ "خبیر" بمعنی "مخبر" کے ہے یعنی خبر دینے والا نہ کہ خبر رکھنے والا۔ لہذا صاحبِ عمدۃ البیان نے صرفی تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے علمی ترجمہ کیا ہے۔

ایسے ہی سورۃ النور کی آیت نمبر 35 کے اِس حصے "اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" کے چاروں تراجم کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ:

صاحبِ زبدۃ البیان نے یوں ترجمہ کیا:

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے"[6]،

صاحبِ معانی القرآن نے یوں ترجمہ کیا:

"اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا"[7]،

صاحبِ بلاغ القرآن نے یوں ترجمہ کیا:

" اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے"،[8] جبکہ

صاحبِ عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن نے یوں ترجمہ کیا:

"اللہ آسمانوں کو (چاند، سورج، ستاروں اور فرشتوں کے) اور زمین کو (انبیاء و علماء کے نور سے) روشن کرنے والا ہے"[9]۔ یہاں پر صاحبِ عمدۃ البیان نے مصدر "نور" کو اسمِ فاعل بمعنیٰ "منور" لیا ہے اور یہ علمِ بلاغت میں اور نحو میں ہوتا ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی اور اِن کے علاوہ کچھ مفسرین نے اِس کا معنیٰ اسمِ فاعل میں لیا ہے۔

جیسا کہ امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں فرمایا:

"معناه منور السموات والأرض ثم ذكروا في هذا القول ثلاثة أوجه: أحدها: أنه منور السماء بالملائكة والأرض بالأنبياء والثاني: منورها بالشمس والقمر والكواكب والثالث: أنه

---

[6] ۔ فضل الرحمٰن، سید، زبدۃ البیان، ص، 392

Fazal ul Rahmān sayed Zubda Tul Bayān, p,392

[7] ۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص، 426

Ḥafiz Salāh ul Deen yousuf, Maāny ul Qurān, P, 426

[8] ۔ نجفی، محسن علی، بلاغ القرآن، ص، 472

Najfy, Moḥsin Ali, Blāgh ul Qurān, p, 472

[9] ۔ قادری، غلام سرور، مفتی، عمدۃ البیان، ص، 575

Qādri,Ghlām Sarwar,Mufti, Umdatul Bayān, p, 575

زين السماء بالشمس والقمر والكواكب وزين الأرض بالأنبياء والعلماء، وهو مروي عن أبي بن كعب والحسن وأبي العالية والأقرب هو القول الأول"[10]

کہ اِس کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ رب العزت آسمانوں و زمین کو روشن کرنے والا ہے، پھر اِس قول کی بھی تین وجوہ بیان کی گئی ہیں: نمبر ایک، اللہ رب العزت آسمان کو فرشتوں اور زمین کو انبیاء کے ساتھ روشن کرنے والا ہے، نمبر دو، اللہ آسماں کو سورج، چاند اور ستاروں کے ساتھ روشن کرنے والا ہے، نمبر تین: کہ اللہ نے آسماں کو تو سورج، چاند اور ستاروں کے ساتھ مزین فرمایا ہے اور زمین کو انبیاء و علماء کے ساتھ، اور یہی روایت ابی بن کعب، حسن اور ابوالعالیہ سے روایت ہے جبکہ پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔

اِسی طرح تفسیر الوسیط للقرآن الکریم میں بھی ہے: وقال آخرون: {اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ} معناه: مَنَوِّرهُمَا"[11]

صاحبِ تفسیر الوسیط اِس مذکورہ آیت کی مختلف تفاسیر بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "اِس کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ رب العزت زمین و آسماں کو روشن کرنے والا ہے"۔

مذکورہ کُتبِ تفاسیر کو سامنے رکھا جائے تو صاحبِ عمدۃ البیان کی تفسیر متقدمین مترجمین القرآن کے تراجم اور تفاسیر کے مطابق ہے اور علمی لحاظ سے قوی ہے۔

ایسے ہی "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کے تراجم کا تقابل پیش کرتے ہیں کہ مترجمین نے کس کس انداز میں ترجمہِ قرآن فرمایا۔

صاحبِ زبدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے"[12]

---

[10] ۔رازی، ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسین التازی، مفاتیح الغیب، دارالفکر، بیروت، س ن ج، 23، ص، 379

Razi Abu Abdllah Muḥammad bin Umar bin Al Hussain Altazi, Mafāteehul Gaib, Dār al-Fikr, Beirut, V.23, p, 379

[11] ۔ نیشاپوری، عبدالحسین، علی بن عمر، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم، داراحیاء التراث العلمی، بیروت، س ن ج، 3 ص، 319

Neshā Puri Abdul Hussain Ali bin Umar Altafseer ul Waseet lil Qurān al Kareem, Dār Ihya ul-Turath Al-ilmy, Beirut, V .3 P, 319

[12] ۔فضل الرحمٰن سید، زبدۃ البیان، ص، 2

Fazal ul Rahmān sayed Zubda Tul Bayān #2

صاحبِ معانی القرآن یوں کرتے ہیں:"

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے"[13]

صاحبِ بلاغ القرآن نے یوں ترجمہ کیا:

"بنامِ خدائے رحمٰن رحیم"[14]، جبکہ

صاحبِ عمدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"(کہو) اللہ بے حد مہربان بہت رحم کرنے والے کے نام سے ہی (میرا شروع کرنا ہے)"[15]۔

اگر دیکھا جائے تو صاحبِ زبدۃ البیان اور معانی القرآن نے "اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے" سے کیا اِس میں دو غلطیاں پائی جارہی ہیں۔

(1) یہ کہ لفظ "شروع" درمیان میں لایا گیا ہے جبکہ اِسے آخر میں لانا چاہئے تھا جیسا کہ صاحبِ عمدۃ البیان اِسے اپنے ترجمہ میں لائے ہیں، کیونکہ لفظ شروع کے درمیان میں لانے سے اِسم مبارک "اللہ" موصوف اور اِس کی صفت "الرحمٰن" کے درمیان فاصلہ آجاتا ہے جو درست نہیں ہے، اِس لئے مفسرین نے لفظ "شروع" کو "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کے آخر میں مقدر قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام نسفی تفسیرِ مدارک میں فرماتے ہیں:

" وإنما قدر المحذوف متأخراً لأن الأهم من الفعل والمتعلق به هو المتعلق به وكانوا يبدءون بأسماء آلهتم فيقولون باسم اللات وباسم العزى فوجب أن يقصد الموحد معنى اختصاص اسم الله عز وجل بالابتداء وذا بتقديمه وتأخير الفعل"[16]

---

[13] ۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص،2

Ḥafiz Salah ul Deen yousuf, Maāny ul Qurān, P, 2

[14] ۔ نجفی، محسن علی، بلاغ القرآن، ص،8

Najfy, Moḥsin Ali, Blāgh ul Qurān, p,8

[15] ۔ قادری، غلام سرور، مفتی، عمدۃ البیان، ص،2

Qādri,Ghlām Sarwar,Mufti, Umdatul Bayān, p, 2

[16] ۔ نسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد، مدارک التنزیل، دار الکتاب العربی، بیروت، س ن ج 1، ص،23۔

Nasfi, Abul Barkāt abdullah bin Aḥmd Madārk al-Tanzeel, Dār al-Kitāb al-Arbi, Beirut, V.1 ,p. 23.

یعنی شروع کرتاہوں وغیرہ ایسالفظ "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کے آخر میں محذوف ہوگاضروری ہے کہ "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کی ابتدااور شروع اللہ کے نام سے ہو یعنی "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" میں "اَبتدی" یا "اَشرع" کوآخر میں مقدر ماناجائے گااِس لئے کہ مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاص "اللہ" کے نام سے ابتدا کرے یہ ضروری ہے کہ یہ ابتدا اللہ کے نام سے تب ہوگی جب اللہ کا نام شروع میں آئے، اور لفظ "اَبتدی" یا "اَشرع" آخر میں محذوف قرار دیاجائے۔اِس لئے صاحبِ عمدۃالبیان نے تسمیہ کایوں ترجمہ کیا: "اللہ بے حد مہربان بہت رحم کرنے والے کے نام سے ہی(میرا شروع کرنا ہے)"

2) دوسری غلطی یہ پائی جارہی ہے کہ صاحبِ معانی القرآن نے تسمیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے "الرحمٰن " کا معنٰی "بہت مہربان" اور "بڑامہربان" کا کیا ہے، جو عربی گرائمر کی رُو سے دُرست نہیں ہے کیونکہ "الرحمٰن" اور "الرحیم" دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں، لیکن رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، اِس لئے رحمٰن اللہ کے سوا کسی اور کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا، یعنی "الرحمٰن" صرف اللہ کو ہی کہیں گے، یہ کسی اور کا نام نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ تفسیرِ بیضاوی میں ہے :"والرحمن أبلغ من الرحيم، لأن زيادة البناء تدل على زيادة المعنى"[17]

کہ رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، کیونکہ "الرحمن خاص تسمية لأنه لا يوصف به غيره"[18] "الرحمٰن خاص اللہ کا نام ہے اِسے کسی اور کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا، اور "الرحیم" بھی مبالغہ ہے، "بہت رحم کرنے والا" اِس لئے صاحبِ عمدۃالبیان نے اپنے ترجمہِ قرآن میں اِسی قاعدہ کے مطابق ترجمہ کیاہے اور علماء جانتے ہیں کہ : "نہایت" ایک عربی لفظ ہے اگرچہ یہ اُردو میں بھی استعمال ہوتاہے، جس کے معنٰی "حد" کے ہیں۔ چنانچہ المنجد میں ہے: النهاية: غاية الشيئ وأخره، أقصى ما يمكن غايته "یعنی کسی شے کی نہایت کا معنٰی اُس کی انتہاء وآخر تک پہنچ جاناہے جہاں تک وہ پہنچ سکتی ہے، جس سے آگے ہونااِس لئے ممکن نہ ہو۔اور لسان العرب میں

---

[17]۔بیضاوی، ناصرالدین عبداللہ عمر، انوارالتنزیل واسرارالتاویل، مکتبۃالرشد، ریاض ج1، ص،23
Byḍāwi Nāṣir ul deen Abdullah Umar Anwār ul-Tanzeel wa Isrār ul-Tāweel, Maktab ul-Rushd, Riyadh , V1, p. 23

[18] ۔ بیضاوی، ناصرالدین عبداللہ عمر، انوارالتنزیل واسرارالتاویل، ج1، ص،23
Byḍāwi, Nāṣir ul deen Abdullah Umar Anwār ul-Tanzeel wa Isrār ul-Tāweel, V1, p. 23

ہے: "النهاية: كالغاية حيث ينتهي إليه الشيء"[19] کہ نہایت اُس حد کا نام ہے جہاں ایک چیز جا کر ختم ہو جائے۔ اور المصباح المنیر میں ہے: "نِهَايَةُ الشَّيْءِ أَقْصَاهُ وَآخِرُهُ"[20] کہ کسی شے کی نہایت کا معنیٰ اُس کا آخر کہ اِس کے بعد آگے نہ ہو"۔

جبکہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا رحمت والا اور ایسا مہربان ہے کہ اُس کی رحمت و مہربانی کی نہایت و انتہاء اور حد ہی نہیں ہے وہ خود بھی لا محدود ہے اور اُس کی ہر صفت بھی لا محدود۔ چنانچہ منطق کی مشہور کتاب "سلم العلوم" میں ہے "لا یحد" کہ اللہ کی کوئی حد نہیں ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ جیسا موصوف ہوتا ہے ویسی اُس کی صفت ہوتی ہے۔ انسان کی ذات محدود ہے تو اُس کی ہر صفت بھی محدود ہے اور اللہ تعالیٰ ذاتِ لا محدود ہے تو اُس کی ہر صفت بھی لا محدود ہے۔ چنانچہ امام سید محمد بن محمد حسینی زبیدی مرتضیٰ (متوفی سنہ 1205ھ) اپنی کتاب اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں: "فإن رحمة الله لا نهاية لها ولا غاية" یعنی بلاشبہ اللہ کی رحمت کی نہ انتہاء ہے نہ حد۔ لہذا "رحمٰن" کا معنیٰ نہایت مہربان کرنا دُرست نہ ہوا۔

اِسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 6 "إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ" کے تراجم کا تقابل کریں تو اِس آیتِ کریمہ کا ترجمہ:

صاحبِ زبدۃ البیان یوں کرتے ہیں:

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، اُن کے لئے آپ کا نہ ڈرانا برابر ہے، وہ ایمان نہیں لائیں گے"[21]

صاحبِ معانی القرآن یوں کرتے ہیں:

"بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا برابر ہے اُن پر آیا آپ ڈرائیں اُنہیں یا نہ ڈرائیں اُنہیں، نہیں وہ ایمان لائیں گے"[22]

---

[19]۔ افریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب دار صادر بیروت، 1414 ہجری، ج5 ص، 344۔
Afriqi, Muḥammad bin Mukarram bin Ali, Lisān ul Arab Dār.e.Sādir, Beirut, 1414 hijri, V.5 P, 344

[20] ۔ حموی، احمد بن محمد علی المصباحی، المنیر فی غریب الشرح الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج2 ص، 629۔
Hamwy Aḥmad bin Muḥammad bin Ali Al Misbahi, Al Muneer Fi Ghareeb i Sharḥ al Kabeer، Dār al-Kutub al-Ilmyh, Beirut, V.2 P, 629

[21]۔ فضل الرحمٰن سید، زبدۃ البیان ص، 4۔

Fazal ul Rahmān sayed Zubda Tul Bayān, P, 4

[22]۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص، 4۔

Ḥafiz Salah ul Deen yousuf, Maāny ul Qurān, P,4

صاحبِ بلاغ القرآن یوں کرتے ہیں: "
جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اُن کے لئے یکساں ہے کہ آپ اُنہیں متنبہ کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے "[23]
صاحبِ عمدۃ البیان نے یوں ترجمہ کیا:
" بے شک وہ لوگ جو کفر پر اڑ گئے اُن کے لئے برابر ہے تمہارا اُنہیں ڈرانا یا نہ ڈرانا وہ ایمان نہیں لائیں گے "[24]

زبدۃ البیان، معانی القرآن الکریم اور بلاغ القرآن کے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت عام کافروں کے بارے میں ہے کہ وہ اب ایمان نہیں لائیں گے۔ حالانکہ اس آیت کے نزول کے بعد بے شمار کفار اسلام لائے اور قیامت تک لاتے رہیں گے پھر اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہوا کہ کافر ایمان نہیں لائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت تمام کافروں کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ خاص ان کافروں کے بارے میں ہے جن کی قسمت میں کفر لکھا تھا وہ راسخ ہو چکے تھے جو کفر پر ڈٹے ہوئے اور ضدی بنے ہوئے تھے۔ لہٰذا ترجمہ میں ایسے لفظ کا اضافہ ضروری تھا جس سے ترجمہ پڑھنے والے پر واضح ہو جائے کہ یہاں اللہ تعالی کی مراد سے کون سے کافر ہیں۔ کیونکہ صحیح مترجم وہ ہوتے ہیں جو متکلم کی مراد کو دوسروں تک پہنچائیں ایسے لفظ کا اضافہ ضروری تھا۔ ایسے ترجمہ کا کیا فائدہ جو پڑھنے والے یا سننے والے کو مطمئن ہی نہ کرے۔ چنانچہ تفسیرِ روح المعانی میں ہے:

"حال الكفرة الغواة المردة العتاة سيق إثر بيان بديع أحوال أضدادهم المتصفين بنعوت الكمال الفائزين بمطالبهم في الحال والمآل، ولم يعطف على سابقه عطف القصة على القصة لأن المقصود من ذلك بيان اتصاف الكتاب بغاية الكمال في الهداية تقريرا لكونه يقينا لا مجال للشك فيه، ومن هذا بيان اتصاف الكفار بالإصرار على الكفر والضلال بحيث لا يجدي فيهم الإنذار"[25]

23۔ نجفی، محسن علی، بلاغ القرآن، ص، 8

Najfy, Moḥsin Ali, Blāgh ul Qurān, p,8

24۔ قادری، غلام سرور، مفتی، عمدۃ البیان، ص، 4

Qādri,Ghlām Sarwar,Mufti, Umdatul Bayān, p, 4

25۔ آلوسی، ابو صلاح الدین محمد بن عبداللہ الحسینی، روح معانی فی تفسیر القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت 1415ھ، ج 1 ص، 28۔

Ālwsi Abw Salāh ul Deen Muhaṃmad bin Abdullah al ḥussaini, Rwḥul Maāny Fi Tafseer al Qurān , Dar Iḥya al-Trath al-Arabi, Beirut,1415 AH V1, P, 28

یعنی یہاں "إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ" سے اللہ کی مراد عام اور سب کافر نہیں ہیں بلکہ یہاں اللہ کی مراد صرف وہ کافر ہیں جو ہٹ دھرم، ضدی، سرکش اور کفر پر ڈٹے ہوئے تھے جن پر "اِنذار" (ڈرانے) کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جبکہ تفسیرِ نسفی میں ہے: "والمراد بالذين كفروا أناس بأعيانهم علم الله أنهم لا يؤمنون كأبي جهل وابى لهب وأضرابهما"[26] یعنی "الذین کفروا" سے خاص وہ کافر لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ چاہتا تھا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے، جیسے ابو جہل، ابو لہب اور اُن جیسے دوسرے ضدی کافر، لہذا اِس کا صحیح ترجمہ یہ ہوگا: "بے شک وہ لوگ جو کُفر پر ڈٹ گئے یا کفر پر اڑ گئے تمہارا اُنہیں ڈرانا یا نہ ڈرانا اُن کے حق میں برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے" یعنی جن کی قسمت میں کفر ہے یا جو کفر پر راسخ ہو گئے۔

لہذا معلوم ہوا کہ صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہِ قرآن مکمل طور پر متقدمین کے تراجم کے مطابق ہے اور علمی لحاظ سے اِس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

5۔اِسی طرح سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 136 کے اِس حصے "وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ" کے تراجم کا تقابل پیش کریں تو صاحبِ زبدۃ البیان اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "اور عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے"، صاحبِ معانی القرآن اِس آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "اور اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا"، صاحبِ بلاغ القرآن اِس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: "اور (نیک) عمل کرنے والوں کے لئے کیا ہی خوب جزا ہے" اور اِن سب کے برعکس صاحبِ عمدۃ البیان نے یوں ترجمہ فرمایا: "اور (یہ جنتیں نیک) کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے"۔

اگر ہم اِن سب تراجم کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ زبدۃ البیان، صاحبِ معانی القرآن اور صاحبِ بلاغ القرآن کے تراجم میں دو غلطیاں پائی جا رہی ہیں ایک یہ کہ ترجمہ میں مخصوص بالمدح کا معنٰی نہیں کیا گیا ہے اور دوسرا یہ کہ "نعم" میں جو مبالغہ کا معنٰی پایا جاتا ہے ترجمہ میں اُس کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔اِس کی وضاحت یہ ہے کہ عربی گرائمر کی رُو سے "نِعْم" افعالِ مدح میں سے ہے اِن کا ایک تو فاعل ہوتا ہے اور دُوسرا مخصوص بالمدح ہوتا ہے۔ "نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ" میں نِعْمَ" فعل مدح اور "أَجْرُ الْعَامِلِينَ" اُس کا فاعل ہے اور "الجنة" اُس کا مخصوص بالمدح محذوف ہے، تقدیرِ عبارت یوں ہے: "وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ الجنة۔

---

[26]۔ نسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد، مدارک التنزیل، ج 1، ص، 44۔
Nasfi, Abul Barkāt abdullah bin Aḥmd, Madārk al-Tanzeel,V.1 P, 44

چنانچہ اعراب القرآن میں ہے: {وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ} **المخصوص بالمدح محذوف تقدیرہ:** ونعم أجر العاملين ذلك، أي المغفرة والجنة"[27]

یعنی آیت میں نعم کا مخصوص بالمدح محذوف ہے تقدیرِ عبارت یوں ہے: " ونعم أجر العاملين المغفرة والجنة۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ[28].

وَالضُّحَى، وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى، وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى، وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى، أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى، وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى، وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى، فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ، وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ، وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ-[29]

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ، الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ، وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ-[30]

وَالْعَصْرِ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ-[31]

صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہ:

اور اے حبیب (ﷺ) جب کہ تم اُن میں (مکہ میں موجود) ہو اللہ کی شان نہیں کہ وہ اُنہیں عذاب دے اور نہ ہی اللہ اُنہیں اِس حال میں عذاب دینے والا ہے کہ وہ (مسلمان جو اُن میں رہتے ہیں اللہ سے) بخشش مانگتے ہیں"۔[32]

---

[27]۔ابن سیدہ، اعراب القرآن، دار المعارف، بیروت، لبنان، س ن، ج3، ص، 143۔
Ibn e Syeda, Irāb ul Qur'ān, Dār ul-Maārif, Beirut, Lebanon, V. 3, p. 143.

[28]۔الانفال 33:8
Al Qur'ān, 8:33

[29]۔الضحیٰ، 93، 1تا11
Al Qur'ān, 93: 1-11

[30]۔الانشراح، 94، 1تا4
Al Qur'ān,94:1-4

[31]۔العصر، 103، 12
Al Qur'ān, 103:1,2

[32] ۔ قادری، غلام سرور، مفتی، عمدۃ البیان، ص، 272
Qādri,Ghlām Sarwar,Mufti, Umdatul Bayān, p, 272

(مجھے) دن چڑھے (کی طرح تمہارے روشن چہرے) کی قسم، اور رات کی (طرح تمہاری سیاہ زلفوں کی قسم) جب وہ (اندھیرے سے ہر چیز کو) ڈھانپ دے، (اے حبیب ﷺ) تمہیں تمہارے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ ہی ناپسند کیا۔ اور ضرور تمہارے لئے (آنے والی ہر) پچھلی (گھڑی) پہلی سے بہتر ہے، اور عنقریب تمہارا رب تمہیں ضرور (اتنا) دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے، کیا اُس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر (ہر موقع پر عزت کی) جگہ دی، اور اُس نے تمہیں (اپنی محبت میں) گم پایا تو (اپنے قریب کا) راستہ دکھایا، اور اُس نے تمہیں ضرورت مند پایا تو اُس نے (تمہیں دولت و قناعت دے کر) بے نیاز کر دیا، تو تم بہر حال یتیم پر تو تم (کسی طرح بھی) سختی نہ کرو، اور بہر حال مانگنے والے کو تم نہ جھڑکو (کچھ اُسے دو یا نرمی سے معذرت چاہو) اور بہر حال اپنے رب کے (ہر) احسان (و کرم) کا تو تم خوب چرچا کرو۔[33]

صاحبِ زبدۃ البیان کا ترجمہ:

1. "اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اُن کو عذاب دے جب کہ آپ بھی اُن میں موجود ہوں اور جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے اللہ اُن کو عذاب نہیں دے گا"[34]

2. قسم ہے روشن دن کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا، اور آخرت آپ کے لئے دُنیا سے کہیں بہتر ہے، اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے، کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور ٹھکانا دیا، اور آپ کو بے خبر پا کر منزل پر پہنچایا، اور آپ کو تنگدست پا کر غنی بنایا، آپ بھی یتیم پر سختی نہ کیجیئے، اور سائل کو نہ جھڑکئے، اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کرتے رہیئے۔[35]

---

[33]۔ قادری، غلام سرور، مفتی، عمدۃ البیان ص، 1003

Qādri,Ghlām Sarwar,Mufti, Umdatul Bayān, p, P,1003

[34] ۔ فضل الرحمٰن سید، زبدۃ البیان ص، 201

Fazal ul Rahmān sayed Zubda Tul Bayān, p,201

[35]۔ ایضاص، 671

Ibid, Page #671

صاحبِ معانی القرآن الکریم کا ترجمہ:

"اور نہیں ہے اللہ کہ عذاب دے اُنہیں جبکہ آپ (بھی) اُن کے اندر موجود ہوں اور نہیں ہے اللہ عذاب دینے والا نہیں جبکہ بخشش طلب کرتے ہوں"۔[36]

1. "قسم ہے چڑھے دن کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، نہیں چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ وہ (آپ سے) ناراض ہوا، اور یقیناً آخرت بہت بہتر ہے آپ کے لئے دنیا سے، اور یقیناً عنقریب ادا کرے گا آپ کو آپ کا رب کہ آپ راضی ہو جائیں گے، کیا نہیں اُس نے پایا آپ کو یتیم پھر اُس نے جگہ دی؟ اور اُس نے پایا آپ کو ناواقف راہ، پھر اُس نے ہدایت دی اور اُس نے پایا آپ کو تنگدست تو اُس نے غنی کر دیا، پس لیکن یتیم، تو نہ آپ سختی کیجئیے (اُس پر) اور لیکن سائل، تو نہ آپ جھڑکیے (اُسے) اور لیکن نعمت اپنے رب کی، تو (اُسے) بیان کیجئیے۔[37]

2. "(اے نبی) کیا نہیں ہم نے کھول دیا آپ کے لئے آپ کا سینا؟ اور ہم نے اُتار دیا آپ سے آپ کا بوجھ، وہ جس نے توڑ دی تھی آپ کی کمر، اور ہم نے بلند کر دیا آپ کے لئے آپ کا ذکر"[38]

صاحبِ بلاغ القرآن الکریم کا ترجمہ:

1. "اور اللہ ایسا نہیں کہ اُن کو عذاب دے جبکہ آپ بھی اُن میں موجود ہوں اور جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے اللہ اُن کو عذاب نہیں دے گا"[39]

2. قسم ہے روزِ روشن کی، اور رات کی جب (اُس کی تاریکی) ساکن ہو جائے، آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا، اور آخرت آپ کے لئے دُنیا سے کہیں بہتر ہے، اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائے گے، کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی؟ اور اُس نے آپ کو گمنام پایا تو راستہ

---

[36]۔ حافظ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن، ص، 217

Ḥafiz Salah ul Deen yousuf, Maāny ul Qurān, P, 217

[37]۔ایضا، ص، 722

Ibid, P, 722

[38]۔ ایضاً، ص، 723

Ibid, P ،723

[39]۔ نجفی، محسن علی، بلاغ القرآن، ص، 241

Najfy, Moḥsin Ali, Blāgh ul Qurān, p,241

دیکھا یا، اور آپ کو تنگدست پایا تو مال دار کر دیا، لہذا آپ یتیم کی توہین نہ کریں، اور سائل کو جھڑکی نہ دیں، اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کریں۔[40]

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں معلمِ انسانیت نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ دنیا میں جو شخص کسی بھی صورت میں کوئی علمی کام کرتا ہے تو یہ اُس نبیِ محتشم ﷺ کے علم کی برکت سے ہوتا ہے۔ اللہ کریم کا صد ہا شکر ہے کہ اُس کے فضل و کرم سے اور اُس کے رسولِ کریم ﷺ کے علم کی برکت سے یہ آرٹیکل اپنے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ آرٹیکل ھٰذا کے اختتام پر درج ذیل اہم نکات سامنے آئے جو خلاصہ کے طور پر بیان کئے جارہے ہیں۔ اِس مقالہ میں عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن کا اپنے عصری چار تراجم یعنی زبدۃ البیان، معانی القرآن اور بلاغ القرآن کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے یعنی تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے نا کہ تحقیقی جائزہ۔ اِس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ صاحبِ عمدۃ البیان کا ترجمہ عربی گرائمر، ادبی پہلو اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے باقی تمام تراجم پر فوقیت رکھتا ہے۔ ترجمہ عمدۃ البیان میں ہر قسم کے انتشار سے پرہیز کی گئی ہے اور ایسا ترجمہ کیا گیا ہے کہ جس میں مسلمانوں کے کسی قسم کے فرقہ اور سیکشن کی دل آزاری نہیں کی گئی۔ ترجمہ عمدۃ البیان کی طرح ترجمہ معانی القرآن اور بلاغ القرآن میں بھی اضافی الفاظ کو قوسین میں لکھا گیا ہے جبکہ کہیں کہیں ترجمہ زبدۃ البیان میں ان اضافی الفاظ کو بھی ترجمہ کا حصہ بنا دیا گیا ہے جس سے پڑھنے والے کو ایسا لگتا ہے کہ یہ بھی قرآن کے الفاظ ہیں۔

اِس تقابلی موضوع کا مقصد کسی بھی مترجم کے ترجمہ میں نکتہ چینی کرنا نہیں ہے، بلکہ یہ تقابل کرنا مقصود ہے کہ ہر لحاظ سے کس ترجمہ میں کیا کیا خوبی پائی گئی ہے۔ اور کس کس ترجمہ میں کیا کیا خامی ہے۔

عمدۃ البیان قرآنِ مجید، فرقانِ حمید اور برہانِ رشید کا ایک آسان، سلیس اور عربی گرائمر کو مدِّ نظر رکھ کر لکھا جانے والا ترجمہ قرآن ہے۔ جس کے مصنف حضرت شیخ القرآن والحدیث ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادریؒ (سابق صوبائی وزیر مذہبی اُمور پنجاب) تھے۔ آپ کا یہ ترجمہِ قرآن بے شمار محاسن، ممیزات اور خوبیوں سے بھرپُور ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کا یہ ترجمہِ قرآن باقی سب معاصرین کے تراجم سے ممتاز اور اعلیٰ نظر آتا ہے۔ عمدۃ البیان ایسا ترجمہ ہے کہ جس کے متعلق چالیس علما و مشائخ و محققین کی رائے کے مطابق اِس صدی کا تجدیدی و تحقیقی کارنامہ ہے۔ ترجمہِ عمدۃ

[40]۔ نجفی، محسن علی، بلاغ القرآن، ص، 241

Najfy, Moḥsin Ali, Blāgh ul Qurān, p,241

البیان عربی گرائمر کے عین مطابق ہے۔اِس ترجمہ میں اِس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے کہ کوئی بات عربی گرائمر کی رُو سے دور نہ ہو جائے یا غلط نہ ہو۔اِس لحاظ سے ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادریؒ نے عربی گرائمر کے قواعد و ضوابط یعنی صرف و نحو کی تراکیب کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمے کا اہتمام کیا۔ یہ اِس بات کی نشاندہی ہے کہ مفتی صاحب، صاحب اللسان نہ ہوتے ہوئے بھی کسی صاحب اللسان سے کم نہ تھے۔آپ عربی گرائمر پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ عمدۃ البیان ایک ایسا ترجمہِ قرآن ہے کہ جسے ہر شخص باآسانی سمجھ سکتا ہے۔اسی طرح یہ ترجمہ عمدۃ البیان کے نام سے ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادریؒ کا عظیم کارنامہ اِس لحاظ سے بھی ہے کہ یہ آسان اُردو میں تحریر ہے۔ یہ ترجمہ بآسانی ایک درمیانی تعلیم یافتہ بھی خود سے پڑھ کر راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا ترجمہ ہے کہ جو عام فہم ہے جس کے بعد اُستاد کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔اِس لحاظ سے بھی یہ باعثِ فخر ہے کہ ایسا ترجمہ جو اساتذۃ کے بغیر بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ عمدۃ البیان ایک ایسا ترجمہ ہے کہ ہر ہر لفظ سے عشقِ رسول ﷺ اور اعجازِ قرآن منعکس ہوتا ہے۔ ترجمہِ عمدۃ البیان نہایت ہی سلیس انداز، قوسین کا استعمال، سلاست و روانی کا شاہکار ترجمہ ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License